عناد کی وجہ

سوال نمبر 2(الف) (i)

سب سے پہلی وجہ تو 1857 کی جنگ آزادی ہی تھی جس کا سارا الزام ہندوؤں نے مسلم قوم پر ڈال دیا تھا۔ عبارت کے مطابق حکومت برطانیہ کی ہندوستان کے مسلمانوں سے عناد کی وجہ **پہلی جنگِ عظیم کے دوران خلافت کی تحریک** شروع کرنا تھی۔ برطانوی حکومت چاہتی تھی کہ ہندوستان ان کا ساتھ دے مگر مسلمانوں نے دین کو وطن سے بڑا جانتے ہوئے ترکی کی حمایت کی

ترکی کی حمایت

سوال نمبر 2(الف) (ii)

مسلمان ترکی کے خلیفہ کو **خلیفۃ المسلمین** سمجھتے تھے۔ اسی دین کی خاطر مسلمانوں نے ترکی کی حمایت کو ہی بہتر سمجھا۔ اسی لیے انھوں نے دین کو آگے رکھتے ہوئے برطانوی حکومت سے عناد مول لیا مگر ترکی کی خلافت میں تحریک ضرور چلائی۔

وعدہ خلافی

سوال نمبر 2(الف) (iii)

حکومتِ برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر مسلمان جنگ میں ان کا ساتھ دیں تو وہ ترکی کی خلافت کو کچھ نہیں کریں گے۔ مگر جنگ کے بعد انھوں نے ترکی کی خلافت کے **ٹکڑے ٹکڑے** کر دیے اور یہ محض **وعدہ خلافی** ہی تھی۔

سوال نمبر 2 (الف) (iv)

تحریک خلافت

یہ تحریک تب شروع ہوئی جب ہی برطانوی حکومت نے پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی کی خلافت کے ٹکڑے کیے۔ تب مسلم قوم کو احساس ہوا کہ برطانیہ نے وعدہ خلافی کی ہے اور انھوں نے یہ تحریک شروع کر دی۔

سوال نمبر 2 (الف) (v)

شدھی:

شدھی کا بنیادی مقصد تھا مسلمانوں کو ہندو کرنا۔

سنگھٹن:

سنگھٹن کا بنیادی مقصد تھا مسلمانوں کو ختم کرنا۔

سوال نمبر 2 (الف) (vi)

تلخیص:

پہلی جنگ عظیم کے بعد برطانیہ نے وعدہ خلاف کرتے ہوئے ترکی کی خلافت کے ٹکڑے کر دیے۔ اس پر مسلمانوں نے تحریک خلافت شروع کی۔ ہندوؤں نے اس زمانے میں شدھی اور سنگھٹن کی تحریکیں شروع کیں اور نہرو رپورٹ بھی پیش کی گئی۔

سوال نمبر 2(ب) (i)

مجاہد کی صفت

شاعر نے مجاہد کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ مجاہد ہونے کے باوجود خدا کے نام پر کانپ جاتے تھے۔

زاہد کی صفت

شاعر نے زاہد کی یہ صفت بیان کی ہے کہ یہ زاہد ہونے کے باوجود صرف صداقت اور یقین پر سر جھکاتے تھے۔

سوال نمبر 2(ب) (ii)

دلوں پر جذبہ بیدار کرنا

اسلام نے یوں تو انسان کی فلاح کے لیے بہت درس دیا اور ساتھ ہی نوعِ انسانی کو اس کا مقام و مرتبہ دوبارہ یاد دلوایا۔ مگر سب سے بڑا جذبہ جو بیدار کروایا وہ احساسِ خدمت کا جذبہ تھا۔ انسان کو انسانیت اسلام نے ہی سکھائی اور اس کو نورِ ایمان کی بلندی تک پہنچا دیا۔

سوال نمبر 2(ب) (iii)

اسلام کا ہادی

ہادی سے مراد ہدایت کا راستہ دکھانے والا یا رہنمائی کرنے والا ہوتا۔ آج تک دنیا میں اسلام کا ہادی ایک ہی رہا جس کے القاب میں صدیق و امین ہیں۔ یعنی اسلام کا ہادی سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی اعلیٰ قیادت کی۔

حصہ غزل

سوال نمبر 2 (ج) (i)

شاعر اس نتیجے پر پہنچا

زیرِ نظر شعر کے مطابق اس جہان میں آکر شاعر نے جس طرف دیکھا وہاں اس کو محبوب ہی نظر آیا۔ اس نے پھر اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اس جہان میں ہر طرف محبوب کی نشانیاں موجود ہیں۔ شاعر بھی اسی نتیجے پر پہنچا کہ سارے جہان میں محبوب کا عکس موجود ہے جو کہ اصل میں شاعر کی دلی کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ ہر طرف اس کو محبوب ہی دکھتا ہے۔

سوال نمبر 2 (ج) (ii)

مشکلیں آسان ہونا

غالب کے نزدیک ایک انسان پر شروع میں مشکلات آئیں تو وہ بہت پریشان ہوتا ہے۔ مگر آہستہ آہستہ اس کو یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ مشکلات کا حل مل ہی جاتا ہے۔ اگر حل نہ بھی ملے تب بھی انسان کسی طرح گزارا کر ہی لیتا ہے۔ زندگی تو نام ہی مشکلات کا ہے اور انسان عمر کے کچھ حصے کے بعد ان مشکلات کا عادی ہو ہی جاتا ہے۔ بقول شاعر:

ع زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

سوال نمبر 2(د) (i)

"حصہ قوا عد"

مرثیہ

ایسی اصناف نظم جس میں کسی مرنے والے کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے۔ اب مرثیہ کو واقعہ کربلا سے جوڑ دیا گیا ہے۔ میر انیس کا شمار مرثیہ نگار میں ہوتا ہے۔

اجزا

- چہرہ -- سراپا -- رخصت
- رجز -- بین -- جنگ
- شہادت -- دعا -- آمد

سوال نمبر 2(د) (ii)

صنعتِ تلمیح

ایسی صنعت جس میں کسی تاریخی واقعے، حدیث، قول یا اسلام کے کسی پہلو کا ذکر ہو۔ اس میں اسلامی شخصیات یا کسی تاریخی شخصیت کا ذکر بھی ہو سکتا ہے۔

شعری مثال

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے درد کی دوا کرے کوئی

یہاں ابنِ مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ کا ذکر آیا ہے جو اسے تلمیح بناتا ہے۔

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

اقتباس کی تشریح

حوالۂ متن سبق کا عنوان — بہادر خان کی سرگزشت
مصنف کا نام — میرا امن دہلوی

سیاق و سباق:

"بہادر خان کی سرگزشت" شاملِ نصاب سبق ہے جو "میرا امن دہلوی" کا تحریر کردہ ہے۔ یہ ایک لوک کہانی ہے جو سینہ بہ سینہ لوگوں میں چل آئی ہے۔ ایسی کہانیوں کا مقصد لوگوں کو کوئی سبق دینا ہوتا ہے۔ اس کہانی میں ایک کسان کی داستان بیان ہوئی اور جز غلط فہمیوں کے نتیجے میں ہونے والا وبال بھی موضوع ہے۔

تشریح:

مقصد بہادر خان کی سرگزشت ایک لوک کہانی ہے اور شاملِ نصاب سبق کے مطابق اس کو میرا امن دہلوی نے لکھا ہے۔ اس کہانی میں بہادر خان ایک محنتی کسان ہوتا ہے۔ جب اس کی شادی ہوتی ہے تو وہ سوچتا ہے کہ کیوں نہ ایک نوکر رکھ لیا جائے۔ نوکر ہر وقت بہادر خان کے ساتھ ہی ہوتا ہے اور کام کاج میں خوب ہاتھ بٹاتا ہے۔ ایک دن بہادر خان کا سالا اس کو شادی کی دعوت دیتا ہے اور بہادر خان کسی کو بتائے بغیر وہاں سے روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے جانے کے فوراً بعد کھیت میں آگ لگ جاتی ہے۔ نوکر اس آگ کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے مگر خود بھی جل کر مر جاتا ہے۔ اس

دوران بہادر خان کی بیوی کھانا لے کر آتی ہے اور وہ ایک جلی ہوئی لاش دیکھتی ہے۔ اس کو لگتا ہے کہ اس کا شوہر جل کر مر گیا ہے۔ اسی شور شرابے میں پورا گاؤں جمع ہو جاتا ہے اور یہ بات آگ کی طرح پھیل جاتی ہے کہ بہادر خان جل کر مر گیا ہے۔ جب بہادر خان شادی سے واپس آتا ہے تو لوگوں کے عجیب رویے سے بہت پریشان ہوتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس سے بہتر تو تھا کہ وہ اصل میں ہی مر جاتا۔ اس کے اپنے اس کو پہچان نہیں رہے اور باقی لوگ بھی اول فول بک رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حلا بھی بڑا ہوا ہے۔

سچ ہے
افواہوں کا شہر آباد ہو جہاں وہاں سچ چھپ جاتا ہے
لوگوں کی کم عقلی سے زندہ بھی مردہ کہلاتا ہے

بہادر خان کو ہر طرف ہی ناامیدی نظر آ رہی تھی اور بہت سے خیالات اس کے دماغ میں جنم لے رہے تھے۔ چنانچہ یہ سب اس ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا اور بے شمار تکالیف بہادر خان کا مقدر بنیں۔ اس لوک کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی بات کا سو فیصد یقین نہ ہو تو اس کو آگے نہیں پھیلانا چاہیے۔ ایک قول بھی ہے

"اگر تمہیں کسی چیز یا کام میں شک ہو تو اسے چھوڑ دو۔"

ہمیں اسی قاعدے کو اپنی روزمرہ زندگی میں بھی اطلاق میں لانا چاہیے تاکہ ایسی غلط فہمیوں سے بچیں۔

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

نظم کی تشریح (نعت)

حوالہ متن

نظم کا عنوان — دلوں کے ساتھ جینیں ختم نہیں
شاعر کا نام — افتخار عارف

شاعر کا تعارف: افتخار عارف کا شمار صفِ اوّل اردو نعت گو شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کو نعتیہ کلام کی بنا پر کئی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

مفہوم: آپؐ سے زیادہ خوبصورت انسان اس دنیا میں نہ پہلے آیا اور نہ ہی کبھی آئے گا۔ ان کی موجودگی میں بے شمار رحمتیں برسیں اور دنیا میں روشنی پھیل گئی۔

تشریح: پہلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کریم اور کوئی نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت دراصل اللہ تعالیٰ نے خود کی تھی۔ اس کے بعد کوئی بھی آپؐ کے اوصاف سے کیسے متاثر نہ ہوتا۔ آپؐ کا نور تو ہمیشہ سے تخلیق ہوا ہوا تھا، بس وقت کی دیر تھی۔

شاعر ایک سچے عاشقِ رسولؐ ہیں جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس دنیا میں موجود تمام نعمتیں اور انعامات آپؐ کی وجہ سے ہی موجود ہیں۔ یہ آپؐ کی رحمت ہی ہے جو آج تک اس دنیا پر برس رہی ہے اور تاقیامت برسے گی۔

س | کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

نبی ﷺ سے محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر کمی تو دینِ نامکمل ہے

دوسرے شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے محبت کرنا ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ یہ اعزاز صرف قسمت والوں کو ہی ملتا ہے۔ جس طرح اللہ کا فرمان ہے

"ہدایت اسی کے لیے ہے جو اس کا طلب گار ہو۔"

بالکل اسی طرح عشقِ رسول ﷺ ہر کسی کے بس کا نہیں۔ آپ ﷺ سے سچا عشق اپنی کوئی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ ہوتے ہیں ورنہ اس دنیا میں ہوا بھی اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں چل سکتی۔

تیسرے شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ سب سے اونچا ہے۔ جب طائف کے لوگوں نے آپ ﷺ کو لہولہان کیا اور جب مکہ کے لوگ آپ ﷺ کی جان کے پیچھے پڑے تب بھی آپ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا۔ آپ ﷺ اخلاق و کردار کی ان بلندیوں پر تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

"آپ ﷺ کا اخلاق مجسم قرآن ہے۔"

آپ ﷺ نے ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیا اور دوسروں کو بھی اسی کا درس دیا۔ شاعر بھی یہاں اپنی صفات کو موضوع بناتے ہوئے نبی ﷺ سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

بقول شاعر:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسٓ وہی طٰہٰ

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

غزل کی تشریح

حوالۂ متن غزل کا نام - ستاروں سے آگے جہاں اور ...
شاعر کا نام - علامہ محمد اقبال

شعر نمبر

مفہوم: اقبال کی شاعری فلسفیانہ رنگ سے بھری ہوئی ہے۔ اس شعر میں وہ مومنوں کو عزم پختہ رکھنے اور وسیع سوچ رکھنے کا کہتے ہیں

تشریح: اس شعر میں شاعر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ہی دنیا نہیں تخلیق کی بلکہ اس جیسی کئی اور بھی موجود ہیں۔ بطور مسلمان یہ ہمارا ایمان ہے کہ انسان کی اصل زندگی تو شروع ہی موت کے بعد ہوگی۔ اسی بات کو اقبال موضوع بناتے ہیں کہ اس دنیا میں اپنے قیام کو ہی سب کچھ نہ سمجھ لو کیونکہ یہ تو ایک دارِ فانی ہے اور اصل گھر آخرت کا ہے۔

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

دوسرے مصرعے میں اقبال کہتے ہیں کہ ابھی تو یہ منزل بہت دور ہے۔ یعنی سفر کی شروعات ہی ہوئی ہے۔ ابھی بہت سی کٹھن راہوں سے گزرنا باقی ہے۔ یہ بات سو فیصد سچ ہے کہ منزل تک پہنچنے کے لیے انسان کو بہت ساری تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر انسان کو ان تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑے تو پھر منزل کی قدر بھی نہیں ہوتی۔ یہاں اقبال مسلمانوں کو اپنے حوصلے بلند کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

شعر نمبر ۲

مفہوم: اس شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ اس عالم کی زنجیروں میں کھو نہ جاؤ کیونکہ تمھارے لیے خدا نے اور بہت کچھ رکھا ہے

تشریح: اقبال ایک دور اندیش شاعر ہیں۔ ان کی سوچ بہت مختلف اور وسیع ہے۔ ان کی شاعری کا دور وہ تھا جب مسلمانوں سے حکومت چھن گئی تھی اور غلامی ہی ان کو اپنا مقدر نظر آتی تھی۔ ایسے دور میں اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو اس شان کی یاد دلائی جو عروج میں موجود تھی۔

تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن تو فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

دوسرے مصرعے میں اقبال کہتے ہیں کہ صرف یہی خطۂ ارض تمھارے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات ہی تمھارے نام کی ہوئی ہے۔ اگر برصغیر میں کوئی عروج کا سلسلہ دوبارہ نظر نہیں آتا تو پھر کسی اور طرف ہجرت کرنا ہی بہتر ہے۔ اقبال کی شاعری دراصل قرآن مجید کا ترجمہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فرمان ہے کہ اگر دین پر عمل نہ کیا جا رہا ہو تو کسی اور طرف رُخ کر لینا چاہیے۔ اقبال یہاں مومنوں کو اس بات کا درس دیتے ہیں کہ وہ کہیں پر بھی اپنی ریاست قائم کر کے اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں۔ اسی پر عمل کرتے ہوئے بعد میں پاکستان کی ریاست تشکیل پائی۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3)

شعر نمبر ۳

مفہوم: اس شعر میں اقبال تصورِ شاہین استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں میں جوش و جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

تشریح: اقبال کی شاعری میں کئی تصورات پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک تصور شاہین بھی ہے۔ اس کے مطابق مسلمانوں کو شاہین سمجھتے ہوئے اس کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ شاہین کبھی گھونسلہ نہیں بناتا، وہ کسی کا کھایا ہوا شکار نہیں کھاتا، وہ مردہ جانور نہیں کھاتا، وہ کوہ و بیاباں میں رہتا ہے اور شاہین کافی اونچی پرواز بھی بھرتا ہے۔

س ‖ نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے، بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر ‖

اسی طرح اس شعر میں مسلمانوں کے لیے اقبال نے شاہین کا استعارہ استعمال کیا ہے۔ اقبال کے مطابق مسلمانوں کو بھی کسی خاص خطے میں ہی محدود نہیں ہو جانا چاہیے کیونکہ اس دنیا میں بہت سی جگہ موجود ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو شاہین کی طرح وسیع نظر سے چیزوں کو دیکھنا اور سوچنا چاہیے۔ اپنی حیثیت کا احساس کرتے ہوئے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے کھوئے ہوئی مقام کو واپس لینے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی شاعری کے ذریعے اقبال مسلم قوم میں ولولہ اور جوش پیدا کرتا ہے تاکہ وہ اپنے حق کے لیے آواز اٹھائیں اور آزادی ان کا مقدر بنے۔

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

خط نویسی

اخبار کے مدیر کے نام بڑھتی ہوئی مہنگائی پر خط

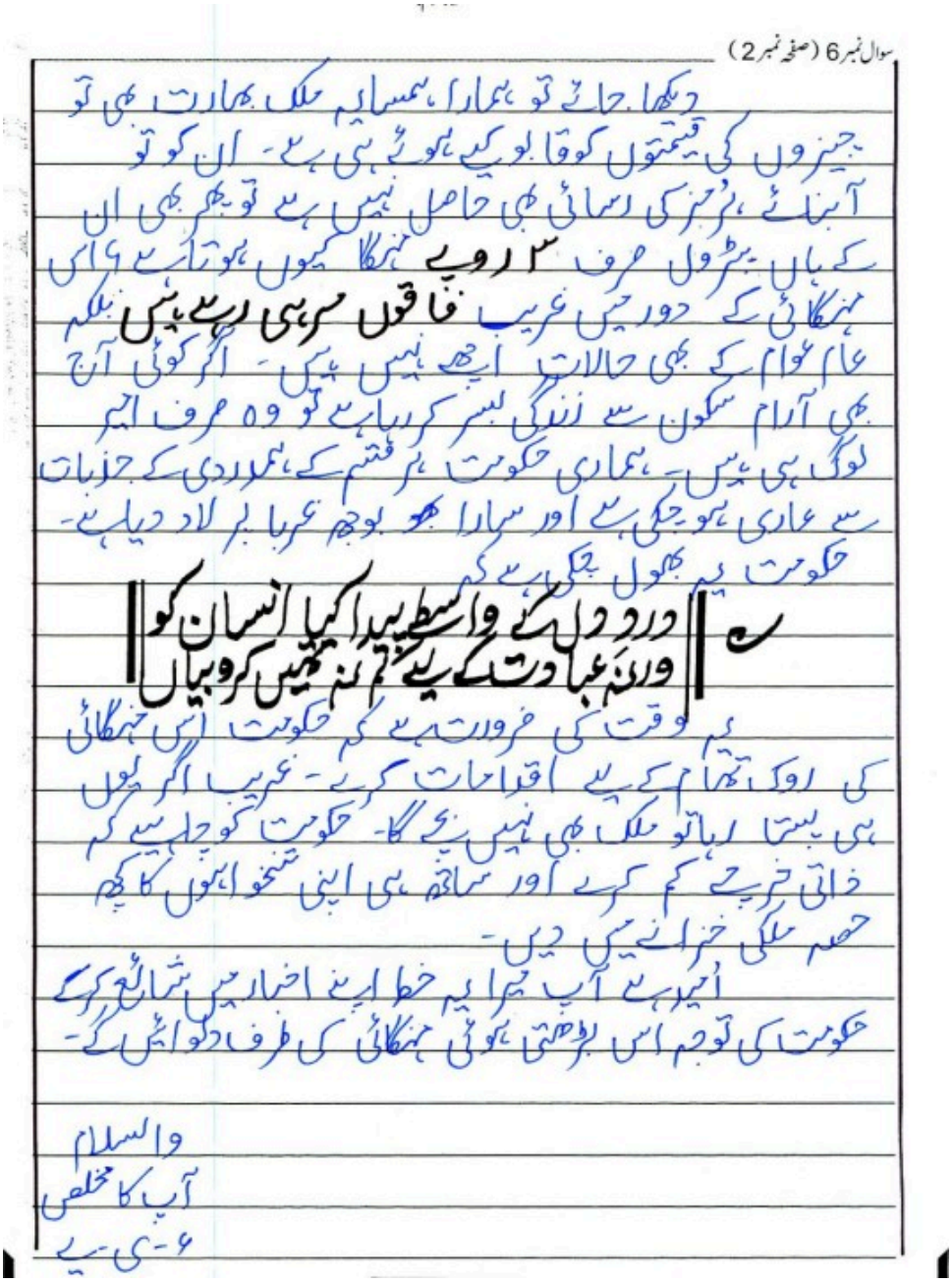
امتحانی مرکز
ا-ب-ج
۱۸ مئی ۲۰۲۶ء

محترم مدیر / نوائے وقت!

السلام علیکم!

امید ہے میرا خط آپ کو بہترین حالت میں موصول ہوگا۔ یہ اس موضوع پر میرا پہلا خط ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کو جلد از جلد اپنے اخبار میں شائع کریں گے۔

جیسا کہ آپ کو معلوم کل حکومت نے پٹرول کی قیمت 403 روپے مقرر کی۔ ہمنے کو تو ایران اسرائیل جنگ نے پوری دنیا کا نظام تباہ و برباد کر دیا ہے۔ مگر اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان کے تیل سے لدے جہاز بآسانی آبنائے ہرمز سے گزر رہے ہیں تو اتنی مہنگائی کیوں ہے؟ بتاتا چلوں کہ پٹرول کا مہنگا ہونا اس چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ پھل، سبزیاں، ٹرانسپورٹ اور باقی ضروری اشیاء بھی لازمی مہنگی ہوں گی۔ اس مہنگائی کے طوفان میں غریب کہاں جائے گا؟



سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

دیکھا جائے تو ہمارا ہمسایہ ملک بھارت بھی تو چیزوں کی قیمتوں کو قابو کیے ہوئے ہی ہے۔ ان کو تو آبنائے ہرمز کی رسائی بھی حاصل نہیں ہے تو پھر بھی ان کے ہاں پٹرول صرف ۳ روپے مہنگا کیوں ہوتا ہے؟ اس مہنگائی کے دور میں غریب فاقوں مر ہی رہے ہیں بلکہ عام عوام کے بھی حالات اچھے نہیں ہیں۔ اگر کوئی آج بھی آرام سکون سے زندگی بسر کر رہا ہے تو وہ صرف امیر لوگ ہی ہیں۔ ہماری حکومت ہر قسم کے ہمدردی کے جذبات سے عاری ہو چکی ہے اور سارا بھوجھ غریبا پر لاد دیا ہے۔ حکومت یہ بھول چکی ہے کہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ عبادت کے لیے کم نہ تھیں کروبیاں

یہ وقت کی ضرورت ہے کہ حکومت اس مہنگائی کی روک تھام کے لیے اقدامات کرے۔ غریب اگر بچوں ہی بستا رہا تو ملک بھی نہیں بچے گا۔ حکومت کو چاہیے کہ ذاتی خرچے کم کرے اور ساتھ ہی اپنی تنخواہوں کا کچھ حصہ ملکی خزانے میں دیں۔

امید ہے آپ میرا یہ خط اپنے اخبار میں شائع کر کے حکومت کی توجہ اس بڑھتی ہوئی مہنگائی کی طرف دلوائیں گے۔

والسلام
آپ کا مخلص
۶-ی-ے

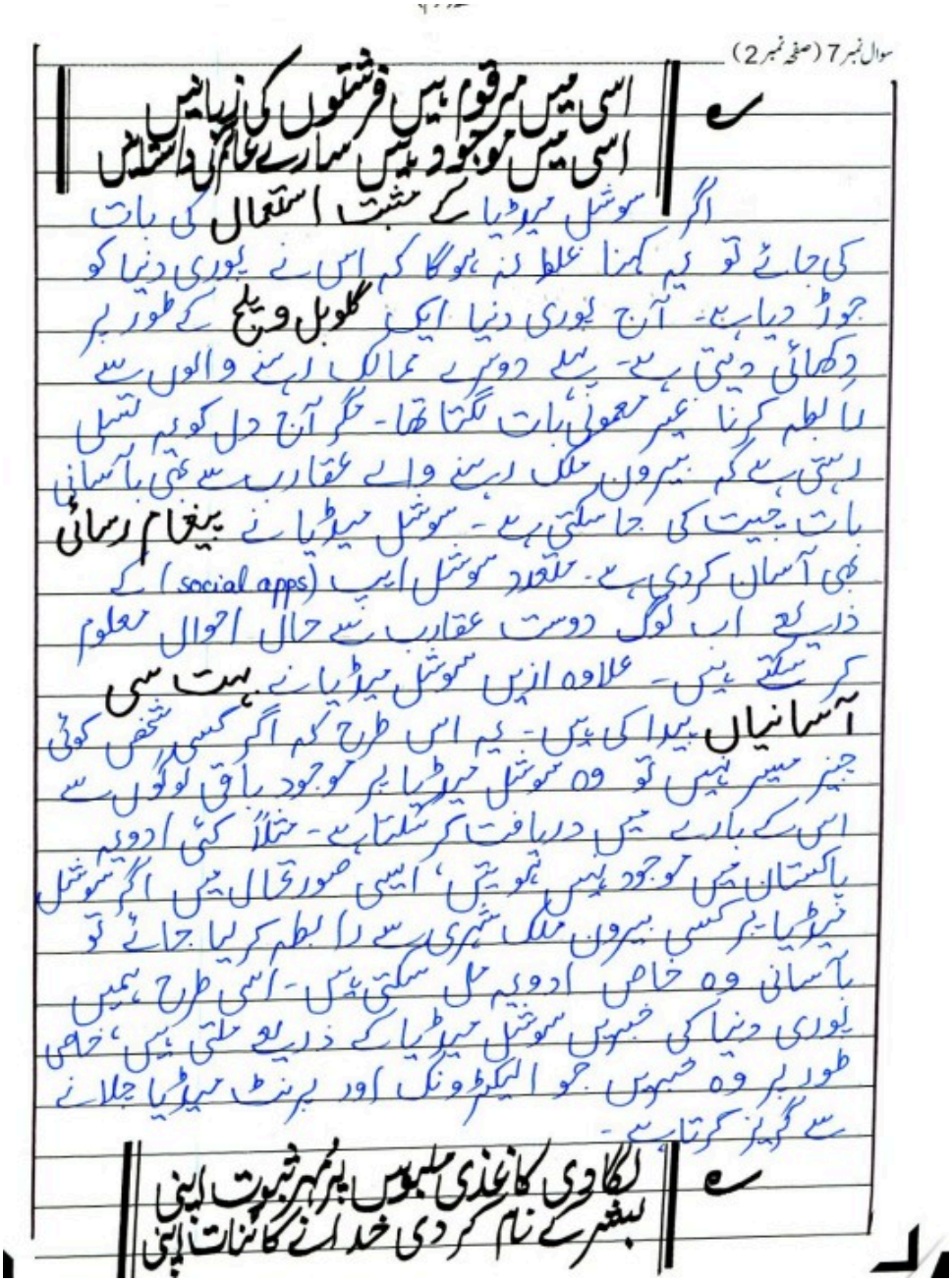
سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون نویسی

د۔ سوشل میڈیا کا استعمال

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا ہو جائے گی

اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات بنائی اور انسان کو یہ واضح الفاظ میں بتا دیا کہ جو کچھ عالم میں موجود ہے، وہ اسی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کئی جگہوں پر فرمان ہے "جو کچھ اس دنیا میں ہے، ہم نے تمھارے لیے مسخر کر دیا ہے۔" انسان کی فطرت میں تجسس موجود ہے۔ اسی وجہ سے انسان نے بہت سی تحقیقات کیں اور ان کو سائنس کا نام دے دیا۔ اسی سائنس کی بدولت آج ہمیں سوشل میڈیا حاصل ہوا ہے۔ یہ انسان کی سب سے بڑی کامیابی تو مانی جاتی ہی ہے لیکن اکثر اس کے منفی پہلو بھی سامنے آ جاتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہر تصویر کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ اگر کوئی چیز انسان کو آسانیاں دے رہی، دوسری طرف وہ ہی انسان کے لیے خطرے کی گھنٹی بھی بجا رہی ہے۔ رپورٹس سائنس کے مطابق آج دنیا کا ہر شخص سوشل میڈیا پر اگر موجود نہیں بھی ہے، تب بھی اس کو اس کا علم ضرور ہے اور وقت آنے پر وہ اس کو استعمال بھی کر سکتا ہے۔ یہ جہاں ایک قابلِ تعریف بات ہے وہیں تشویش ناک بھی ہے۔



سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

اسی میں مرقوم ہیں فرشتوں کی زبانیں
اسی میں موجود ہیں سارے عالم کی داستانیں

اگر سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کی بات کی جائے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس نے پوری دنیا کو جوڑ دیا ہے۔ آج پوری دنیا ایک گلوبل ویلج کے طور پر دکھائی دیتی ہے۔ پہلے دوسرے ممالک رہنے والوں سے رابطہ کرنا غیر معمولی بات لگتا تھا۔ مگر آج دل کو یہ تسلی رہتی ہے کہ بیرون ملک رہنے والے عقارب سے بھی باآسانی بات چیت کی جا سکتی ہے۔ سوشل میڈیا نے پیغام رسانی بھی آسان کر دی ہے۔ متعدد سوشل ایپ (social apps) کے ذریعے اب لوگ دوست عقارب سے حال احوال معلوم کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں سوشل میڈیا نے بہت سی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ یہ اس طرح کہ اگر کسی شخص کوئی چیز میسر نہیں تو وہ سوشل میڈیا پر موجود باقی لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کر سکتا ہے۔ مثلاً کئی ادویہ پاکستان میں موجود نہیں ہوتیں، ایسی صورتحال میں اگر سوشل میڈیا پر کسی بیرون ملک شہری سے رابطہ کر لیا جائے تو باآسانی وہ خاص ادویہ مل سکتی ہیں۔ اسی طرح ہمیں پوری دنیا کی خبریں سوشل میڈیا کے ذریعے ملتی ہیں، خاص طور پر وہ خبریں جو الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا چلانے سے گریز کرتا ہے۔

لگا دی کاغذی ملبوس پر مہر ثبوت اپنی
بشر کے نام کر دی خدا نے کائنات اپنی

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3)

ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
سے | بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

دوسری جانب اگر منفی پہلو پر بات کی جائے تو ایک تاریک تصویر دکھائی دیتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق کم از کم روزانہ کی بنیاد پر **ایک ہزار امریکی شہریوں پر سائبر اٹیک (cyber attack)** ہوتا ہے۔ یہ اعداد صرف امریکہ کے ہیں، نہ جانے پوری دنیا میں روزانہ کتنے لوگ اس چیز کا شکار بنتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کی شکایت ہے کہ ان کے ساتھ سوشل میڈیا پر **دھوکہ اور فریب** کیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی اور تصویر دکھا کر کچھ اور بھوا دینا۔ اس کے علاوہ کئی **حادثات** بھی سامنے آئے۔ جس طرح کم سوشل میڈیا پر بنے ہوئے دوستوں کا اصل میں کوئی اور ہونا۔ رپورٹ کے مطابق ہر سال کم سن بچیوں کو ادھیڑ عمر شخص دوستی کے جال میں پھنسا کر ملنے کے لیے بلواتے رہے اور بعد میں ان بچیوں کا کوئی پتہ نہیں۔ سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال سے **صحت پر منفی** اثر بھی پڑتا ہے۔ بہت سے کم سن بچے **بینائی** سے معذور ہوتے بیٹھے ہیں صرف سوشل میڈیا کے زیادہ استعمال سے۔ اسی طرح **ذہنی دباؤ** جیسی بیماریاں بھی جنم لے رہی ہیں۔ انسان **اپنوں سے دور** ہو چکا ہے اور آن لائن کسی کا شکار بنا ہوا ہے۔ بقول شاعر:

سے | احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4)

س | افراد کے ہاتھوں میں ہیں اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

کوئی بھی چیز مکمل طور پر اچھی یا بری نہیں ہوتی۔ یہ استعمال کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح اس کو برتے کر چلے۔ بہت سارے لوگوں نے سوشل میڈیا کو روزگار کمانے کا ذریعہ بنایا ہے۔ دوسری طرف بہت سے لوگوں نے اس کو غلط سرگرمیوں میں استعمال کیا۔ جہاں سوشل میڈیا نے ملک سے دور بیٹھے انہوں کو جوڑا، وہیں اس نے ایک ہی گھر میں رہنے والوں میں دوریاں پیدا کر دیں۔ اب یہ افراد پر ہے کہ وہ سائنس کی اس تخلیق کو کس طرح اپنے وطن کے لیے فائدہ مند بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں حکومت بھی کچھ اقدامات اٹھا سکتی ہے۔ جیسے کہ سوشل میڈیا پر اٹھارہ برس سے کم لوگوں کو بین کر دے۔ لوگوں کو الیکٹرونک میڈیا میں ہی ایسی معروفیات دے تاکہ سوشل میڈیا کھولنے کا کم سے کم وقت ملے۔ سوشل میڈیا کے منفی اثرات کے بارے میں اشتہار چلائے جائیں۔ اسی طرح پوری دنیا اگر یکجا ہو کر سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کی بات کرے گی، تو ہی معاشرے میں بہتری آسکتی ہے۔ اور بہتری تب ہی ممکن ہے اگر ہر شخص اپنے اعمال سیدھے کرے۔ بقول شاعر:

س | عمل سے بنتی ہے زندگی جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے